سوال

(908) کیا قنوت نازلہ منسوخ ہو چکی ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تفسیر ابن کثیر میں قصۂ احد کے ضمن میں ذکر کردہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ لَیسَ لَکَ مِنَ الاَمرِ شَیئٌ (اٰل عمرٰن: ۱۲۸) کے نزول کے بعد قنوتِ نازلہ ترک کردی تھی، تو کیا آج بوقتِ ضرورت نمازوں میں قنوتِ نازلہ پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جمہور کے قول کے مطابق ''غزوۂ احد'' ماہِ شوال سن تین ہجری میں ہوا ہے۔ جب کہ واقعہ ''بئرِ معونہ'' سن چار ہجری کے شروع میں پیش آیا۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

''وَذٰلِکَ بَدئُ القُنُوتِ'' ''قنوت'' کا آغاز اس واقعے کی وجہ سے ہوا۔''

اس سے معلوم ہوا، کہ آیت لَیسَ لَکَ مِنَ الاَمرِ شَیئٌ (اٰل عمرٰن: ۱۲۸) کا تعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ''غزوۂ احد'' میں زخمی ہونے سے ہے۔ جس طرح کہ روایات میں بھی تصریح موجود ہے، کہ یہی قصہ آیت کا سبب نزول ہے۔ جن روایات میں آیت مذکورہ کی شانِ نزول قصۂ ''بئرِ معونہ'' یا ''قصۂ رعل'' و ''ذکوان'' کو بتایا گیا ہے۔ وہ درست نہیں، کیونکہ یہ واقعات اُحد کے بعد پیش آئے ہیں اور یہ کیسے ممکن ہے، کہ سبب بعد میں پیدا ہو، اور آیت کا نزول پہلے ہو چکا ہو؟ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: درست بات یہ ہے، کہ اس آیت کی شان نزول، وہ لوگ ہیں جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''قصۂ احد'' کے سبب بددعا کی تھی۔ (فتح الباری: ۷/۳۶۶)

اصل بات یہ ہے، کہ اس حدیث میں ''ادراج'' ہے، یعنی ''حَتّٰی أَنزَلَ اللّٰہ'' کے الفاظ زُہری کی روایت میں ''عَمَّن بَلَغَہٗ'' (یعنی جس سے ان کو یہ روایت پہنچی ہے) ''منقطع'' ہے، امام مسلم نے یونس کی روایت میں اس بات کی تصریح کی ہے، زہری کا یہ کہنا، کہ ''ہمیں یہ بات پہنچی ہے، کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''قنوت'' پڑھنا ترک کردی۔'' یہ بلاغ درست نہیں۔ وجہ وہی ہے، جو پہلے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو! (فتح الباری: ۸/۲۸۶)

ان دلائل سے معلوم ہوا، کہ بوقتِ ضرورت نمازوں میں ''قنوتِ نازلہ'' پڑھی جا سکتی ہے۔ ممانعت کی کوئی دلیل نہیں۔

وضاحت: مطلب یہ ہے، کہ جب ''غزوۂ اُحد'' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک زخمی ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''قنوت'' نہیں کی تھی، بلکہ یہ فرمایا: کہ

كَيفَ يُفلِحُ قَومٌ شَجُّوا رَأسَ نَبِيِّهِم (صحیح مسلم، بابُ غَزوَةِ أُحُدٍ، رقم : ۱۷۹۱)

یعنی ''وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکے گی، جس نے اپنے پیغمبر کا سر زخمی کیا۔''

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا :

لَیسَ لَکَ مِنَ الاَمرِ شَیءٌ اَو یَتُوبَ عَلَیهِم (ال عمران : ۱۲۸) کہ معاملات کا اختیار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں۔ اللہ چاہے تو ان کی توبہ بھی قبول کرسکتا ہے۔ یعنی جب اس موقعے پر آپ نے قنوت کی ہی نہیں، تو منع کرنے کا کیا مطلب؟ آپ نے تو قنوت کا آغاز ہی بعد میں، یعنی سن چار ہجری میں کیا۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ:758

محدث فتویٰ